مولانا برق التوحیدی۔ فیصل آباد

احسن الجواب

الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ کا سہ ماہی آرگن پڑھنے کا گاہے گاہے اتفاق ہوتا ہے تو اس میں نہایت قیمتی تبلیغی، اصلاحی اور علمی مقالات شائع ہوتے رہتے ہیں جن کا ترجمہ یقیناً ہر اعتبار سے مفید رہتا ہے اس قسم کے مضامین میں سے ایک مضمون "تنزیہہ الاصحاب عن تنقص الی المتاب" کے نام سے الشیخ حمود بن عبداللہ التویجری کا ستمبر، دسمبر ۱۹۷۵ء کے شماروں میں شائع ہوا ہے۔ مضمون کی افادیت و اہمیت کے پیش نظر "احسن الجواب" کے نام سے ترجمہ ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسئلہ جہاں نہایت اہمیت و فضیلت کا حامل ہے اسی قدر احتیاط طلب اور نازک بھی ہے کیونکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ میں جہاں بہت سے فضائل و محامد بیان کیے ہیں وہاں سخت ترین الفاظ میں وعید و تخویف بھی فرمائی ہے جیسا کہ متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ مثلاً امام ترمذی حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

۱۔ اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن آذاھم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ یوشك ان یاخذہ۔

میرے صحابہؓ کے متعلق خدا سے ڈرتے رہنا اور میرے بعد ان کو اپنی غرض کا نشانہ نہ بنانا جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے محبت کی اور جس نے ان سے ناراضگی رکھی تو اس نے مجھ سے ناراضگی کی وجہ سے رکھی اور جس نے ان کو تکلیف دی اس نے مجھ کو تکلیف دی اور جس نے مجھ کو تکلیف

دی اس نے خدا کو تکلیف پہنچائی اور جس نے خدا کو تکلیف دی تو وہ اس کا مواخذہ کرے گا۔

علاوہ ازیں علامہ طبرانی نے ایک روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اذا ذکر اصحابی فامسکوا۔

۳ - جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو خاموش ہو جاؤ۔

امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ:

ما اظن رجلا ینتقص ابابکر وعمر یحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی میں ایسے آدمی کو محب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم نہیں کرتا جو حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما میں عیب جوئی کرتا ہے۔

کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قدر و منزلت، علم و عمل اور پختگی ایمان میں قیامت تک کے لوگوں سے ارفع و اعلیٰ ہیں اس لیے ان کی تعظیم و عزت اور تکریم و فضیلت بھی جمیع امت سے زیادہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من کان مستنا فلیستن بمن قد مات اولٰئک اصحب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا خیر ھذہ الامۃ ابرھا قلوبا واعمقھا علما واقلھا تکلفا قوما اختارھم لصحبۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ونقل دینہ فتشبھوا باخلاقھم وطرائقھم فھم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا علی الھدی المستقیم واللہ رب الکعبۃ (حلیۃ الاولیاء)

یعنی اگر کوئی سنت اپنانا چاہتا ہے تو ان کی سنت کو لازم پکڑے جو رحلت کر گئے ہیں، اور وہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھی تھے اور اس امت میں تمام سے زیادہ صاف دلوں والے اور گہرے علم والے اور کم تکلف والے تھے۔ وہ ایسا گروہ تھا جس کو جل شانہٗ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لیے

اور ان کے راستے پر چلو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی تھے اور رب کعبہ کی قسم وہ ہدایت یافتہ اور صراط مستقیم پر تھے۔

اس کے بعد معلوم ہوا کہ ابوتراب نے اپنے مضمون میں پانچ مقامات پر ٹھوکر کھائی ہے اور راہ مستقیم سے بھٹک گیا ہے اور گمراہی وجہالت کے دہانے پر جا پہنچا۔ چنانچہ اس خدشہ کے پیش نظر کہ کہیں سادہ لوح مسلمان اس کے دام تزویر میں پھنس کر اس کی طرح شان صحابہ کی گستاخی کا ارتکاب نہ کر پائیں۔ ہم اس مزلات ومضلات سے پردہ اٹھاتے ہوئے عوام پر صحابہ کرام کی فضیلت ومنقبت کو احادیث وآثار کی روشنی میں اجاگر کرتے ہیں۔ واللہ الموفق للصواب۔

پہلا مقام یعنی یہ پہلا مقام ہے جہاں ابوتراب نے غلطی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔

ابوتراب کی یہ شدید غلطی ذخیرہ احادیث ہی کے منافی نہیں بلکہ اجماع صحابہؓ کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ شیخین رضی اللہ عنہما کو تمام امت پر فوقیت وفضیلت دیتے ہیں چنانچہ یہ بات ہم چند احادیث وآثار کی روشنی میں واضح کرتے ہیں۔

عا امام احمدؒ اور طبرانیؒ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ:

خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداۃ بعد طلوع الشمس فقال "رایت قبیل الفجر کانی اعطیت المقالید والموازین فاما المقالید فھذہ المفاتیح واما الموازین فھذہ التی یوزن بھا فوضعت فی کفۃ ووضعت امتی فی کفۃ فوزنت بھم فرجحت ثم جیئ بابی بکر فوزن بھم فرجح بھم ثم جیئ بعمر فوزن بھم فرجح ثم جیئ بعثمان فوضع فی کفۃ ووضعت امتی بکفۃ فرجح بھم ثم رفعت۔

یعنی ایک دن نبی علیہ الصلاۃ والسلام طلوع شمس کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھے فجر سے کچھ پہلے (خواب میں) کچھ مقالید اور ترازو دیے گئے۔ مقالید تو یہ چابیاں ہیں اور ترازو بھی یہی جن سے وزن کیا جاتا ہے ترازو کے ایک پلڑے میں مجھے بٹھایا گیا دوسرے میں میری امت کو۔ جب وزن ہوا

تو میں بھاری نکلا۔ اسی طرح پھر ابوبکرؓ کو ایک طرف بٹھایا اور ایک طرف باقی جمیع امت کو، تو ابوبکرؓ بھاری نکلے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کو لایا گیا جب ان کا وزن کیا گیا تو وہ بھی ساری امت پر بھاری ثابت ہوئے (یعنی ابوبکر کے علاوہ) ان کے بعد حضرت عثمانؓ کو لایا گیا تو امت کے مقابلہ میں جب ان کا وزن ہوا تو وہ بھی امت سے بھاری نکلے۔ اس کے بعد ترازو اٹھا لیا گیا۔

اس مضمون کی احادیث حضرت معاذ، عرفجہ اور اسامہ بن شریک وغیرہ سے بھی آتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخین تمام امت سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

۲۷۔ حضرت علیؓ سے امام ترمذی روایت کرتے ہیں کہ:

"کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ طلع ابو بکر وعمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا ن سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین یا علی لا تخبرھما۔"

یعنی میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ تھا کہ اچانک حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تشریف لا رہے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جنت کے تمام بوڑھوں کے سردار ہیں خواہ پہلی امتوں سے متعلق ہوں یا آخری امت سے ماسوائے انبیاء و مرسلین کے۔ اے علی رضی اللہ عنہ انھیں یہ بات نہ بتانا۔

اس مضمون کی متعدد احادیث مختلف صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں مثلاً حضرت انس، ابوجحیفہ ابن عمر اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم وغیرہ۔ ان روایات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اس امت کے جمع لوگوں سے افضل و اعلیٰ ہیں اور ان احادیث کے سامنے ابوتراب کا ظن و تخمین پرِ کاہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن حضرت شیخینؓ سے افضل ہیں۔

اس موقع پر یہ وضاحت کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم نعوذ باللہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی تحقیر و تخفیف کے درپے نہیں، بالخصوص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و اوصاف سے کون مسلمان منکر ہو سکتا ہے۔ ہمیں تو صرف حفظ مراتب کے اعتبار سے مسئلے کی وضاحت مقصود ہے۔

۳۔ امام حاکمؒ حضرت عبداللہ بن حنطبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ:

كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فنظر الى ابى بكر وعمر رضى الله عنهما فقال: "هذان السمع والبصر"

یعنی میں ایک دن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا کہ آپ نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور فرمایا کہ یہ (میرے) کان اور آنکھ ہیں۔

۴۔ امام ترمذیؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

ما من نبى الا وله وزيران من اهل السماء ووزيران من اهل الارض فاما وزيراى من اهل السماء فجبرائيل وميكائيل واما وزيراى من اهل الارض فابوبكر وعمر۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نبی ایسا نہیں جس کے دو وزیر آسمان والوں اور دو وزیر زمین والوں میں سے نہ تھے۔ پس آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر جبرائیل و میکائیل علیہما السلام ہیں اور اہل زمین میں سے میرے دو وزیر حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ ہیں۔

۵۔ مستدرک حاکم میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

وانا اول من تنشق عنه الارض ثم ابوبكر ثم عمر ثم اتى اهل البقيع فيحشرون معى ثم انتظر اهل مكة حتى احشر بين الحرمين۔

یعنی نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا۔ سب سے پہلے (قیامت کے دن) مجھے اٹھایا جائے گا اور پھر ابوبکرؓ کو پھر عمرؓ کو پھر اہل بقیع کو میرے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا پھر میں اہل مکہ کے انتظار میں ہوں گا یہاں تک کہ ان کو حرمین میں جمع کر دیا جائے گا۔

اس حدیث اور ماقبل کی دونوں احادیث سے یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تمام امت سے بہتر ہیں اور ان احادیث سے ابوتراب کے علیحدہ ہی شوشہ (تفضیل الامہات علی عمرین) کی بھی احسن طریق پر تردید ہوتی ہے۔

۶ـ مستدرک حاکم ؒ میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے۔

اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ظاہر ہے۔ ان روایات کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث حضرت عمر رضی اللہ کی منقبت میں نبی علیہ السلام سے مروی ہیں۔ جن سے ابو تراب کا قول بیت عنکبوت کی طرح تار تار ہو جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کا یہ کہنا کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن حضرت عمرؓ سے بہتر ہیں سراسر خلاف حقیقت اور غلط ہے!

اجماع صحابہؓ

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے تمام امت سے افضل و اعلیٰ ہونے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کو امام بخاری، ابوداؤد اور امام ترمذی وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے کہ:

۱۔ کنا نخیر بین الناس فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنخیر ابا بکر ثم عمر ابن الخطاب ثم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم وفی روایۃ ثم نترک اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نفاضل بینھم وفی روایۃ ویبلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلا ینکر علینا۔

یعنی ہم نبی علیہ السلام کے وقت میں لوگوں کے درمیان افضلیت دیکھتے تو تمام سے زیادہ افضل و اعلیٰ حضرت ابوبکر پھر عمر اور پھر عثمان رضی اللہ عنہم کو سمجھتے۔ ان کے بعد کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دیتے اور یہ بات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی پہنچتی کہ ہم اصحاب ثلاثہ کو بالترتیب افضل و اعلیٰ مقام دیتے ہیں اور باقی صحابہ کرامؓ میں مساوات رکھتے ہیں تو آپ ہمیں منع نہ فرماتے۔

[illegible] مختلف

الفاظ میں متعدد اقوال نقل کیے ہیں جن میں مجموعی طور پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نبی علیہ السلام کی زندگی میں اور بعد میں بھی تمام صحابہ کرامؓ سے حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو علی الترتیب افضل و اعلیٰ سمجھتے تھے۔

۲- امام عبداللہ بن احمدؒ نے کتاب السنہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کے ہم مفہوم ایک قول ان الفاظ میں نقل فرمایا ہے:

کنا نعدوا صحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوافرون خیر هذه الامۃ بعد نبیہا ابوبکر ثم عمر (وفی مسند حارث) ثم عثمان ثم نسکت۔

یعنی ہم صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد کی موجودگی میں یہ شمار کیا کرتے تھے کہ اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد تمام سے بہتر حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ہیں اور اس کے بعد خاموش ہو جاتے۔

۳- امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں محمد بن حنفیہ عن ابیہ اور ابن ماجہ اور ابو نعیم نے حضرت علیؓ کے متعلق یہ روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا کہ:

الا ان خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر ثم عمر ولو شئت ان اخبرکم بالثالث لاخبرتکم ثم نزل من المنبر وھو یقول عثمان۔ عثمان۔

خبردار۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں سے بہتر ابو بکرؓ ہیں اور پھر عمرؓ اور اگر میں چاہتا کہ تیسرے کا نام لوں تو تمہیں بتا دیتا پھر آپ منبر سے اس حال میں اترے کہ عثمان عثمان کہہ رہے تھے۔

۴- امام احمد نے مسند اور امام حاکم نے مستدرک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے کہ:

سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصلی ابوبکر و ثلث عمر ثم خطبتنا فتنۃ ویعفوا اللہ عمن یشاء۔

یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے گزر گئے اور پھر حضرت ابو بکرؓ پھر حضرت عمرؓ

اور ان کے بعد ہمیں فتنوں نے آلیا پس اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا معاف کرے گا۔
اہل لغت کے نزدیک سبق، صلی اور ثلث استعارہ ہے۔ ایک دوڑ دوڑنے والے سے
جو ایک دوسرے کے برابر یا آگے پیچھے کھڑے ہوں۔ جس کا مطلب یہ ہے نبی علیہ السلام
کے بعد علی الترتیب شیخین تمام امت سے افضل ہیں۔

۶۔ امام عبد اللہ بن احمدؒ نے کتاب الزہد میں ابن ابی حازم کا یہ اثر نقل فرمایا ہے کہ:

جاء رجل الی علی ابن الحسین فقال ما کان منزلة ابی بکر و عمر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کمنزلتهما منه الساعة۔

"یعنی ایک آدمی علی بن حسین کے پاس آیا اور سوال کیا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ہاں کیا مقام تھا تو انھوں نے جواب دیا کہ وہی مقام جو قیامت کے دن نبی علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔" جس کا اشارہ مستدرک کی مذکورہ روایت کے علاوہ حوض والی اور دیگر مصاحبت والی احادیث کی طرف ہے۔"

۷۔ علامہ ابن عبد البرؒ نے الاستیعاب، میں حضرت مسروقؒ کا ایک قول یوں نقل کیا ہے کہ:

حب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما و معرفة فضلهما من السنة۔

یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت اور ان کی فضیلت کی معرفت و اعتراف سنت ہے۔

۸۔ علامہ قرطبیؒ نے "المفهم" میں اہلسنت کا مجمع علیہ فیصلہ نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

المقطوع به بين اهل السنة افضلية ابی بکر و عمر رضی اللہ عنهما۔

یعنی اہل سنت کا یہ حتمی اور متفقہ فیصلہ ہے کہ تمام امت میں نبی علیہ السلام کے بعد دیگرے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما افضل و اعلیٰ ہیں۔

ان تصریحات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات پر متفق تھے کہ نبی علیہ السلام کے بعد تمام امت سے افضل حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کا درجہ ہے اور پھر انھوں نے کسی استثنائی صورت

کی طرف اشارہ تک نہیں فرمایا کہ فلاں صحابی یا صحابیہ اس حیثیت سے ان سے افضل ہے بلکہ علی الاطلاق ان کو درجہ بدرجہ افضل قرار دیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ان توضیحات اور احادیث و آثار سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو اس بات کا علم بھی تھا کہ صحابہ کرام اصحاب ثلاثہ کو فوقیت دیتے ہیں لیکن آپ نے نہ تو انکار فرمایا اور نہ منع کیا اسی علامہ قرطبیؒ کے بقول اہلسنت کا اجماع بھی اسی بات پر ہے کہ تمام سے بہتر ابوبکر اور پھر عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

خیال رہے کہ اس اجماع کی مخالفت نہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے نہ ان کے بعد تابعین اور ائمہ عظام سے بلکہ کسی اہل سنت سے اس اجماع کی مخالفت ثابت نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا۔

یعنی جو شخص ہدایت ظاہر ہونے کے بعد بھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے اور مومنوں کے طریقہ کو چھوڑ دے تو اس کو ہم دھکیل دیں گے جس طرف وہ جائے گا اور اسے جہنم میں پہنچائیں گے اور وہ بدترین مقام ہے۔

ابوتراب کے علاوہ جن لوگوں نے اس اجماع کی مخالفت کی ہے ان میں اس کے مرشد ابن حزم ظاہری بھی ہیں جن کے متعلق حافظ ذہبی نے "تاریخ الاسلام و طبقات المشاہیر والاعلام" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ترجمہ کو بیان کرتے ہوئے یوں اظہار خیال فرمایا ہے:

ومن عجیب ما وردان ابا محمد بن حزم مع کونہ اعلم اھل زمانہ ذھب الی ان عائشۃ افضل من ابیھا وھذا مما خرق بہ الاجماع انتھی۔

یعنی یہ بات بڑی حیران کن ہے کہ ابن حزمؒ نے جلالت علم کے باوجود اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اس کا یہ قول اجماع کے سراسر منافی ہے اور انھوں نے اجماع توڑا ہے۔ (جاری ہے)